مولانا محمد عبداللہ

سننِ دارمی پر ایک تحقیقی نظر

امام دارمی کا نام و نسب

کنیت ابو محمد، نام عبداللہ، سلسلہ نسب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد التمیمی الدارمی السمرقندی[1]

دارمی بکسر راء، دارم بن مالک بن حنظلۃ بن زید مناۃ بن تمیم کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ بنو تمیم کی ایک بڑی شاخ ہے[2] — سمرقند میں چونکہ رہائش تھی، اس لیے اس کی طرف بھی نسبت ہے۔

پیدائش

مشہور امام حدیث عبداللہ بن مبارک کا سن وفات دارمی کا سال پیدائش ہے یعنی ۱۸۱ھ۔

تعلیم، اساتذہ اور تلامذہ

دارمی نے نضر بن شمیل، یزید بن ہارون، جعفر بن عون، ابو النضر ہاشم بن القاسم، مروان بن محمد الطاطری، اشہل بن حاتم، حبان بن ہلال، محمد بن یوسف الفریابی، اسود بن عامر، وہب بن جریر اور ابوالہاشم وغیرہم سے علم حاصل کیا[3] تحصیل علم کے لیے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، خراسان شام، عراق اور مصر کا سفر کیا۔ آپ کے شاگردوں کی فہرست میں امام مسلم صاحب صحیح، امام داؤد، امام ترمذی، الحسن بن الصباح البزار، بندار، الذہلی، ابو زرعہ، ابو حاتم، بقی بن مخلد، جعفر بن محمد الفریابی اور حافظ عیسٰی بن عمر بن العباس السمرقندی جیسے فن حدیث کے آفتاب و ماہتاب

---

[1] تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۲ ص ۱۰۵ و تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۴

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۲۳ و تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹

[3] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹ ۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۴

شامل ہیں، جن میں ذہلی تک کے شاگردوں کے متعلق حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عمر میں دارمی سے بڑے تھے۔[۴] امام مسلم نے دارمی سے تہتر حدیثیں لی ہیں[۵]۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ سنن کے علاوہ دوسری کتابوں میں امام نسائی نے بھی دارمی سے روایت کی ہے[۶] ابن عدی نے "الکامل" میں ایک حدیث امام نسائی سے نقل کی ہے، جسے وہ امام دارمی سے روایت کرتے تھے[۷] اور امام اہل الدنیا فی الحدیث حضرت امام بخاری نے بھی اپنی صحیح کے علاوہ آپ سے روایت کی ہے[۸]۔ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ بھی دارمی کے زمرۂ تلامذہ میں شامل ہیں۔

محدثین کی نظر میں دارمی کا مقام

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ دارمی کا شمار حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ طلب علم کے لیے کثرت سے سفر کیا کرتے تھے۔ ثقہ، متقی اور زاہد تھے۔ سلطانِ وقت نے آپ کو سمرقند کا قاضی بنانا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا۔ سلطان نے اصرار کر کے زبردستی انھیں قاضی بنا دیا۔ لیکن صرف ایک مقدمہ کا فیصلہ کر کے مستعفی ہو گئے۔ نیز فرماتے ہیں کہ عقل مندی اور فضل میں انتہائی کمال رکھتے تھے دیانت داری، بردباری، جدوجہد اور عبادت میں ضرب المثل تھے[۹]

امام احمد بن حنبل کے سامنے دارمی کا ذکر آیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ "میرے سامنے کفر پیش ہوا تھا، میں نے رد کر دیا اور دارمی کے سامنے دنیا پیش کی گئی تھی انھوں نے اسے ٹھکرا دیا"۔

اسحاق بن داؤد سمرقندی کہتے ہیں کہ میرے ایک ملنے والے نے بیان کیا کہ میں امام احمد بن حنبل کے پاس گیا اور ان کے سامنے ابن المنذر کی تعریف کرنے لگا تو امام احمد نے فرمایا کہ میں ان کو کچھ نہیں جانتا۔ ہمارے دوستوں کو ہم سے بچھڑے زمانہ ہو گیا ہے تمھیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی کے متعلق بھی کچھ خبر ہے۔ تم اس سردار کو دیکھو۔ تم اس سردار کو دیکھو۔ تم اس سردار کو دیکھو (تین بار فرمایا) رجاء بن جابر مرجی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو دیکھا، شاذکونی کو دیکھا۔ اسحاق بن

---

[۴] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵ — [۵] ایضاً ج ۵ ص ۲۹۶

[۶] تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۵ — [۷] تہذیب ج ۵ ص ۲۹۶ — [۸] ایضاً ج ۵ ص ۲۹۵

[۹] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۵

راہویہ کو دیکھا اور ابن المدینی کو دیکھا۔ لیکن قوت حافظہ میں کسی کو بھی عبداللہ دارمی کا ہمسر نہیں پایا۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) اپنے ہم عصروں کے امام تھے[10]

محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں کہ دارمی حفظ و تقویٰ میں ہم پر غالب آ گئے[11]

حافظ ذہبی نے ان کے نام کے ساتھ الامام الحافظ شیخ الاسلام کے الفاظ لکھے ہیں۔

علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ نے اپنے والد سے سوال کیا کہ ابا جان! حفاظ کون کون ہیں؟ حضرت امام نے فرمایا عزیزمن! خراسان کے چند نوجوان تھے جو اب منتشر ہو چکے ہیں۔ صاحبزادے نے پھر سوال کیا کہ ابا جان، وہ ہیں کون کون؟ امام احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ (۱) محمد بن اسماعیل بخاری (۲) عبداللہ بن عبدالکریم الرازی (۳) عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی (الدارمی) (۴) الحسن بن شجاع البلخی[12]

بندار فرماتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت چار حافظ حدیث ہیں (۱) ابو زرعہ رے میں (۲) مسلم بن الحجاج نیشاپور میں (۳) عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) سمرقند میں (۴) محمد بن اسماعیل بخارا میں[13]۔

شیخ محی الدین النووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ دارمی اپنے زمانے میں مسلمانوں کے حفاظ حدیث میں سے ایک تھے۔ علم و فضل میں بہت کم کوئی ان کی برابری کر سکتا تھا[14]

محمد بن عبداللہ بن المبارک المخرمی نے اہل خراسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے اہل خراسان! جب تک تمہارے درمیان عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) موجود ہیں کسی دوسرے کی طرف رخ نہ کرنا[15]

ابو سعید الاشج فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہمارے امام ہیں[16]

ابن الشرقی کہتے ہیں کہ خراسان نے پانچ ائمہ حدیث پیدا کیے ہیں۔ ان میں دارمی کا بھی ذکر

---

[10] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۱ [11] تذکرہ الحفاظ ج ۲ ص ۱۰۶ [12] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵ - شذرات الذہب ج ۲ ص ۱۳۰ [12] مقدمہ سنن دارمی ص ۶ - از مولانا عبدالرشید کشمیری (مطبع کانپور ۱۲۹۳ھ) [13] مقدمہ سنن دارمی ص ۹ [14] ایضاً ص ۷ [15] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۱ [16] ایضاً ص ۳۲

کیا ہے[17]

ابوحاتم بن حبان کہتے ہیں کہ "کان من الحفاظ المتقنین واھل الورع والدین"

اور فرماتے ہیں کہ دارمی حدیث کے یاد کرنے والے، جمع کرنے والے، اسے سمجھنے اور اس پر تصنیف کرنے والے محدث تھے۔ اپنے وطن میں حدیث کو پھیلایا، اس کی حفاظت وحمایت کی اور مخالفین کی مخالفت کا خاتمہ کیا[18]

علمی خدمات، تصنیف وتالیف

امام دارمی نے اپنے وقت کے فرقۂ باطلہ جہمیہ کے رد میں متعدد کتابیں تالیف کیں[19]۔ آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور کتاب "سنن" ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کو بجائے سنن کے مسند[20] کہا ہے۔ لیکن ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں اس کو وہم قرار دیا ہے[21]۔ اور صاحب کشف الظنون نے شرح الغیبہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن الصلاح نے اس کو مسانید میں شمار کر کے غلطی کی ہے[22]

ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ "علوم الحدیث" میں بھی اس کو "مسند دارمی" کے نام سے ہی ذکر کیا ہے۔ اس پر بھی حافظ عراقی نے شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ "یہ ان کا وہم ہے[23]" حافظ

---

[17] تہذیب ج ۵ ص ۲۹۵ [18] ایضاً ص ۲۹۶ [19] تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ ج ۱ ص ۶ للعلامۃ السید ابی الوزیر احمد حسن السنبھلی المتوفی ۱۳۳۸ھ (مطبع انصاری دہلی ۱۳۲۵ھ)

[20] "سنن" حدیث کی وہ کتاب کہلاتی ہے جس میں حدیثیں فقہی ترتیب سے لکھی جائیں۔ اور مسند وہ کتاب ہے جس میں ہر صحابی کی کل روایات ایک جگہ جمع کر دی جائیں اور ابواب کی کوئی رعایت نہ ہو۔

[21] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳

[22] کشف الظنون ج ۲ ص ۳۳۲ھ، مقدمہ سنن دارمی ص ۷ (نوٹ) صاحب کشف الظنون نے غالباً شہرت کی رعایت کرتے ہوئے اس کو مسانید کے تحت بیان کیا ہے۔

[23] التقیید والایضاح شرح علوم الحدیث المعروف بمقدمۃ ابن الصلاح ص ۴۲ھ، لزین الدین العراقی۔

عراقی نے ایک عجیب وغریب شبہ ظاہر کیا ہے۔

انهم ذكروا في ترجمة الدارمي ان له الجامع والمسند والتفسير وغير ذلك فلعل الموجود هو الجامع والمسند قد فقد [۲۴]

مؤرخین نے امام دارمی کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کی تصانیف میں ایک جامع، ایک مسند اور ایک تفسیر وغیرہ ہے تو ہوسکتا ہے کہ جو موجود ہے وہ جامع ہو اور مسند مفقود و نایاب ہوگئی ہو۔

عراقی کا یہ شبہ اگرچہ بالکل نرالا ہے اور تعجب ہے کہ بعد والوں نے اس سے کسی قسم کا تعرض بھی نہیں کیا۔ حتیٰ کہ مجھے کہیں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کے کلام میں بھی اس سے اتفاق یا اختلاف نہیں ملا۔ تدریب الراوی میں سیوطی نے اس کو نقل کرکے خاموشی اختیار کی ہے اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے بھی الاجوبۃ الفاضلۃ میں اسے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ شبہ ہے اہم، اس لیے کہ جب ان کی تصانیف میں دو کتابیں ایک سنن اور ایک جامع ہیں، اور ایک کتاب جس کی ترتیب بطرز جوامع ہے، دستیاب ہے تو کیا بعید ہے کہ یہی وہ جامع ہو اور مسند کوئی اور ہو۔ عراقی کے اس شبہ نے یہ ایک مستقل تحقیق طلب سوال پیدا کردیا ہے۔ اگرچہ ان کے اس قول میں اور مذکورہ بالا بیان میں تعارض ہے کہ ابن الصلاح نے سنن دارمی کو مسند کہہ کر غلطی کی ہے۔ کیونکہ جب یہ احتمال موجود ہے کہ مسند کوئی اور ہو اور جامع یہ ہو تو پھر اس اعتراض کا کیا موقع ہے کہ ابن الصلاح نے جامع کو مسند کہہ دیا۔ ہوسکتا ہے کہ ابن الصلاح نے جسے مسند کے نام سے ذکر کیا ہے وہ مسند ہی ہو۔ لیکن حافظ عراقی نے بھی اس کو "علی انهم ذکروا الخ" کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ یعنی میرے اس اعتراض کے ساتھ ساتھ یہ شبہ بھی ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ خود حافظ عراقی کو اگر اس شبہ کا حل مل جاتا تو انھیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ بہرحال یہ ایک تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ امید ہے کوئی صاحب اس پر توجہ فرمائیں گے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا تذکرہ کتاب السنن المسمی بمسند الدارمی (کتاب السنن جو مسند دارمی کے نام سے موسوم ہے) کے الفاظ میں کیا ہے۔

---

[۲۴] الاجوبۃ الفاضلۃ ص ۷۰

سنن دارمی کا مرتبہ

اس کتاب کی سند صحاح کی اکثر کتابوں سے عالی ہے۔ اس لیے اس کا مقام بھی بہت بلند ہے اور محدثین نے بہت اونچے الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

علامہ حافظ علاء الدین مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ نے اس کو "الصحیح" کہا ہے اور ان سے قبل الترغیب والترہیب کے مصنف علامہ زکی الدین المنذری المتوفی ۶۵۶ھ اس کو "الصحیح" لکھ چکے ہیں بلکہ حافظ مغلطائی نے تو کہا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت اس کو "الصحیح" کہتی ہے[۲۵] اور بعض علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ سنن دارمی، صحیح بخاری سے پہلے لکھی گئی ہے۔ حافظ ابن حجر اس سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مجھے یہ تسلیم نہیں ہے اور جسے اس کا دعویٰ ہو وہ ثبوت پیش کرے۔"

اس کا جواب علامہ سید محمد بن اسماعیل الامیر نے اپنی شرح توضیح الافکار علیٰ تنقیح الانظار میں یہ دیا ہے کہ "جسے صحیح بخاری کی تصنیف کے مقدم ہونے کا دعویٰ ہو تو وہ بھی اس کا ثبوت پیش کرے"[۲۶]

حافظ مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ فرماتے ہیں کہ ابن ماجہ کی جگہ اگر سنن دارمی کو رکھا جائے، تو بہت مناسب ہے[۲۷]

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:۔

انہ لیس دون السنن فی المرتبۃ بل لو ضم الی الخمسۃ لکان اولیٰ من ابن ماجۃ فانہ امثل منہ بکثیر[۲۸]

سنن دارمی مرتبہ میں دیگر کتب سنن سے کم نہیں ہے۔ بلکہ اگر اسے پانچ کتابوں (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی) کے ساتھ ابن ماجہ کی جگہ میں لگایا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ ابن ماجہ سے بدرجہا فائق ہے۔

---

[۲۵] مقدمہ سنن دارمی ص ۸ [۲۶] ایضاً ص ۸ [۲۷] ایضاً ص ۸

[۲۸] تدریب الراوی ص ۱۰۲ للسیوطی، کشف الظنون ج ۲ ص ۳۳۴

ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں حافظ ابن حجر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ینبغی ان یجعل مسند الدارمی سادسا للخمسة بدله فانه قلیل الرجال الضعفاء۔ نادر الاحادیث المنکرة والشاذة وان کان فیه احادیث مرسلة وموقوفة فهو مع ذالك اولى منه[29]

مناسب یہ ہے کہ پانچ کتابوں کے ساتھ ملا کر چھٹی کتاب دارمی قرار دی جائے کیونکہ اس میں ضعیف راوی کم ہیں اور منکر و شاذ روایات بھی نادر ہیں۔ اگرچہ اس میں چند سنن اور موقوف حدیثیں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود سنن ابن ماجہ سے اولیٰ ہے۔

مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی فرماتے ہیں کہ:۔

واما اضافة الدارمی بدل ابن ماجة فالقول به حادث وقع بعد اضافة سنن ابن ماجة الى الكتب الخمسة

یعنی دارمی کو چھٹی کتاب قرار دینے کا قول حادث اور نیا ہے جو ابن ماجہ کو چھٹی کتاب قرار دیے جانے کے بعد سامنے آیا ہے

لیکن یہ بات خود ثابت نہیں ہے کہ ابن ماجہ کسی بھی دور میں بلا اختلاف چھٹی کتاب مانی گئی ہو۔

علامہ رزین بن معاویہ العبدری المتوفی ۵۳۵ھ نے پانچ صحاح کے ساتھ چھٹی کتاب موطا امام مالک قرار دی ہے۔

علامہ ابن الاثیر المتوفی ۶۰۶ھ نے جامع الاصول میں یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ اور یہی ابن الدیبع[30] الشیبانی متوفی ۹۴۴ھ نے جامع الاصول کی تلخیص تیسیر الوصول میں کیا ہے۔ حافظ مغلطائی حافظ العلائی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری وغیرہم کی رائیں آپ کے سامنے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کیسے درست ہے کہ ہم سنن ابن ماجہ کے چھٹی کتاب ہونے کو ایک سطے شدہ مسئلہ سمجھ لیں۔

---

[29] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳ فی ترجمہ ابن ماجہ

[30] بفتح الدال وسکون الیاء المثناة التحتانیة وبفتح الباء الموحدة وفی اخیرها عین مهملة ساکنة

جن لوگوں نے ابن ماجہ کی تعریف کی ہے، ان کے الفاظ دیکھیے تو تعریف کے ساتھ تقریباً ہر ایک نے تنقید ضروری کی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے "کلها جیاد سوی الیسیرة" یعنی سب حدیثیں اچھی ہیں سوائے چند احادیث کے[۳۱]

حافظ ذہبی نے کہا ہے:-

کتاب حسن لولا ماکدرہ من احادیث واهیة لیست بالکثیرة

یعنی یہ کتاب بہت عمدہ تھی اگر اسے چند بے اصل حدیثوں نے مکدر نہ کر دیا ہوتا۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔

مولانا محمد علی کاندھلوی دارمی کے متعلق حافظ ابن حجر کی مذکورہ بالا رائے نقل کرنے کے بعد اسے کمزور کرنے کے لیے لکھتے ہیں۔

"لیکن اس تصریح کے باوجود حافظ ابن حجر کا عمل اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ محدث محمد بن اسماعیل الیمانی لکھتے ہیں: "صحاح خمسہ کے ساتھ موطا بھی ہے جیسا کہ جامع الاصول میں ابن الاثیر نے کہا ہے۔ اور کچھ لوگوں نے اس کی جگہ ابن ماجہ کو رکھا ہے۔ اسی کے پیش نظر حافظ ابو الحجاج المزی نے تہذیب الکمال میں رجال کی ترتیب قائم کی ہے۔ اور اسی راہ کو اس کتاب کے اختصار میں حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اور علامہ خزرجی نے خلاصہ میں اختیار کیا ہے[۳۲]

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس اقتباس کو ذکر کر کے یہ کہنا کہ ابن حجر کا عمل ان کی مذکورہ بالا رائے کے خلاف ہے، کسی طرح درست نہیں۔ یہاں ابن حجر اپنی طرف سے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھ رہے ہیں بلکہ حافظ مزی کی کتاب تہذیب الکمال کا اختصار کر رہے ہیں اور چونکہ اس کے مصنف کا رجحان ابن ماجہ کو صحاح ستہ قرار دینے کی طرف ہے، اس لیے اس کے اختصار میں اسی رائے کا باقی رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا اس کو ابن حجر کی رائے قرار دینا ہی صحیح نہیں ہے۔

---

[۳۱] البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۵۲

[۳۲] امام اعظم اور علم الحدیث ص ۳۴۴ مصنفہ مولانا محمد علی کاندھلوی بحوالہ توضیح الافکار ج ۱ ص ۵۵

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس رائے پر دوسرا اعتراض مولانا عبدالرشید نعمانی نے کیا ہے اور "ما تمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجۃ" میں اس سلسلے میں بحث کرتے ہوئے ان کا کلام نقل کرنے کے بعد "تناقض ابن حجر فی ھذا الباب" کا عنوان قائم کیا ہے اور اس کے تحت نقل کیا ہے کہ حافظ مغلطائی نے جو سنن دارمی کو "الصحیح" کہا ہے، اس سے حافظ ابن حجر کو اختلاف ہے۔

خوانندگانِ محترم اب بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ (۱) دارمی "الصحیح" ہے یا نہیں اور (۲) ابن ماجہ کے مقابلے میں دارمی مقدم ہے یا نہیں؟ یہ دونوں باتیں بالکل الگ الگ ہیں۔ حافظ مغلطائی کی رائے ہے کہ دارمی "الصحیح" کا درجہ رکھتی ہے۔ حافظ ابن حجر کو اس سے اتفاق نہیں۔ دوسری رائے حافظ مغلطائی اور صلاح الدین العلائی وغیرہما کی یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ کے مقابلے میں سنن دارمی صحاح ستہ میں جگہ پانے کی زیادہ حق دار ہے۔ اس رائے سے حافظ ابن حجر کو پورا پورا اتفاق ہے بلکہ وہ دارمی کو ابن ماجہ سے بدرجہا بہتر قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں باتوں کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر کے کلام میں تناقض قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

علامہ شیخ محمد عابد سندھی نے امام صلاح الدین العلائی سے نقل کیا ہے کہ:-

لو قدم مسند الدارمی بدل ابن ماجۃ فکان سادسا لکان اولیٰ۔[۳۳]

یعنی اگر مسند دارمی کو سنن ابن ماجہ کی جگہ رکھ دیا جائے اور اسے چھٹی کتاب قرار دیا جائے تو بہت اچھا ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ "بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ سنن دارمی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کو صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کی جگہ دی جائے۔ اس لیے کہ اس میں ضعیف رجال بہت کم ہیں، منکر شاذ روایات بھی اس میں شاذ و نادر ہی ہیں، سندیں بھی اس کی عالی ہیں اور اس میں بخاری سے زیادہ ثلاثیات[۳۴] ہیں[۳۵] ابو حاتم نے

---

[۳۳] قالہ الشیخ السندھی فی ثبتہ (مقدمہ سنن دارمی ص ۷)

[۳۴] "ثلاثی" وہ روایت کہلاتی ہے جس کی سند میں محدث کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔

[۳۵] مقدمہ مشکوٰۃ ص ۷

دارمی کی ثلاثیات کی تعداد پندرہ بیان کی ہے[36]

پہلی حدیث ثلاثی یہ ہے۔ دارمی کہتے ہیں حدثنا جعفر بن عون انبأنا یحییٰ بن سعید عن انس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قام بال ناحیۃ المسجد[37]

اس حدیث میں امام دارمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ جعفر بن عون یحییٰ بن سعید اور حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے "تدوین حدیث" میں ایک جگہ سنن دارمی کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث کی مستند کتاب ہے اور اس کا درجہ صحاح کی اکثر کتابوں سے بلند ہے[38]

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ سنن دارمی جامعیت، حسن ترتیب اور علو اسناد کے لحاظ سے اس رائے کی مستحق ہے، جو اہل علم اس کے متعلق پیش کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اہل قلم حضرات مختلف پہلوؤں سے اس کا تعارف کرائیں۔ اس کی اہمیت کو واضح کریں اور مشائخ حدیث اور ارباب مدارس اس کی طرف توجہ فرمائیں اور اس کو درس میں شامل کریں۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مرحوم نے سنن دارمی کا قدیم نسخہ حاصل کر کے اس کی تصحیح اور دیگر نسخوں سے اس کا مقابلہ کرا کے ۱۲۹۳ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع کرایا۔ اس کے کل صفحات ۴۴۳ ہیں۔ خط بہت عمدہ اور جلی ہے۔ شروع میں مولانا محمد عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری کے قلم سے مقدمہ بھی ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے اکثر بڑے کتب خانوں میں یہ موجود ہے۔ میری نظر سے سنن دارمی کا یہی ایک نسخہ گزرا ہے۔ سنن دارمی ایک ہزار پانچ سو آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جن میں ۳۵۵۷ حدیثیں آگئی ہیں[39] سنن دارمی ۱۳۴۹ھ میں دو جلدوں میں دمشق میں بھی شائع ہوئی ہے۔

---

[36] مقدمہ سنن دارمی ص ۶ [37] سنن دارمی ص ۱۰۰ باب البول فی المسجد

[38] تدوین حدیث ص ۴۶

[39] بستان المحدثین ص ۴۸

سنن دارمی کے تراجم

۱۔ سنن دارمی کا مکمل ترجمہ تحت اللفظ بلامتن اسلامیہ پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمٹیڈ دہلی نے کرزن پریس میں طبع کرا کے شائع کیا۔ یہ ترجمہ ۲۰×۲۶ سائز کے ۵۴۰ صفحات پر مشتمل ہے جو مرزا حیرت دہلوی مرحوم کی نگرانی میں اشاعت پذیر ہوا۔ مترجم کے نام کی جگہ "فاضل علما سے عربی کا اردو میں ترجمہ کرایا" کے الفاظ مرقوم ہیں۔ ممکن ہے یہ ترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنوی مرحوم نے کیا ہو۔ واللہ اعلم۔ یہ ترجمہ میرے پاس موجود ہے۔ اس پر سن طباعت درج نہیں۔ لیکن ڈاکٹر عبدالحق بابائے اردو مرحوم نے اس کا سن طباعت ۱۳۰۰ھ بیان کیا ہے[۴۰]۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس سلسلے میں ان کا ذریعہ معلومات کیا ہے۔

۲۔ دوسرا ترجمہ بامحاورہ، سلیس اور شگفتہ زبان میں ہے۔ لیکن حصہ آخر میں یہ اور مذکورہ ترجمہ دونوں بہت ملتے جلتے ہیں۔ اس ترجمہ کا ایک نسخہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے میں بھی موجود ہے، مگر ناقص ہے۔

۳۔ مطبع سعیدی کراچی کی طرف سے ۱۹۵۶ء میں اس کا ایک ترجمہ شائع ہوا ہے جس پر مفتی انتظام اللہ شہابی کا مقدمہ ہے صفحات ۶۹۶ ہیں[۴۱]۔ یہ ترجمہ راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔ معلوم نہیں یہ وہی ترجمہ ہے جس کا ذکر نمبر ۲ میں ہوا ہے یا کوئی اور۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ" میں جن دس کتابوں کے اطراف جمع کیے ہیں، ان میں دارمی بھی ہے[۴۲]۔

اتحاف المہرۃ کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ مرادیہ آستانہ (ہند) میں محفوظ ہے[۴۳]۔

وفات

امام دارمی ۹ ذی الحجہ جمعرات کو بعد نماز عصر ۲۵۵ھ میں فوت ہوئے اور عیدالاضحیٰ جمعہ کے

---

[۴۰] قاموس الکتب ص ۱۵۰ [۴۱] قاموس الکتب ص ۱۳۴

[۴۲] ذیل التذکرۃ لابن فہد ص ۳۲۳

[۴۳] حاشیہ کوثری ذیل التذکرۃ لابن فہد

کے روز دفن کیے گئے[۴]

اسحاق بن احمد بن خلف بخاری کہتے ہیں کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام دارمی کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ نے انتہائی صدمہ سے سر جھکا لیا، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بے ساختہ زبان سے یہ حسرت آمیز شعر نکلا۔ حالانکہ بجز ان اشعار کے جو احادیث میں آ گئے ہیں یا جس کی ضرورت کسی لفظ کی تحقیق کے سلسلے میں پڑ گئی ہے، آپ کبھی شعر نہیں پڑھتے تھے۔ شعر یہ ہے :۔

ان تبق تفجع بالاحبۃ کلھم
فناء نفسك لا ابالك افجع[۵]

ترجمہ : اگر تو زندہ رہے گا تو تمام دوستوں کی موت کا صدمہ تجھ ہی کو اٹھانا پڑے گا، لیکن خود تیری موت کا سانحہ ان سب سے زیادہ المناک ہے۔

---

[۴] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۲ [۵] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۶ و مقدمہ سنن دارمی ص ۶

انتخابِ حدیث

مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

یہ کتاب ان منتخب احادیث کا مجموعہ ہے جو زندگی کی اعلیٰ قدروں سے تعلق رکھتی ہیں اور جن سے فقہ کی تشکیل جدید میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ ہر حدیث کی الگ سرخی قائم کی گئی ہے اور اس کا سلیس ترجمہ بھی درج ہے۔ یہ مجموعہ حدیث کی چودہ کتابوں کا خلاصہ اور بے مثل انتخاب ہے۔

زیر طبع

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ۔ لاہور